

اردو ناول بخت تحریر : مہر النساء شاہ میر قسط نمبر ۱۷

مہر ماہ اپنے کمرے کی ساری بتیاں بجھائے ٹھنڈے فرش پہ اکڑوں بیٹھی تھی ایسے کہ بیڈ کی پائنٹی سے ٹیک لگا رکھی تھی اسکی آنکھیں سرخ تھیں بال بکھرے تھے حلیہ بے ترتیب یہاں تک کہ کل سے لے کر اب تک اس نے کوئی ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی ابھی بھی وہ اپنے خیالوں میں مگن تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھولتے فروا اندر آئی تھیں ملگجے سے اندھیرے نے ان کا استقبال کیا تھا انہوں نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا تو

سارے میں روشنی پھیل گئی سفید روشنی مہر نے بے اختیار آنکھوں پہ ہاتھ رکھا تھا یہ روشنی اسکی آنکھوں میں چھی تھی مہر ماہ یہ سب کیا سن رہی ہوں میں ہالے نے کل رات کیا بکو اس کی ہے دیکھو مجھ سے جھوٹ بولنے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے بھابی جان مجھے سب بتا چکی ہیں اب کچھ بولو گی بھی یا اسی طرح سوگ مناتی رہو گی انکے بس نہیں چلتا تھا کہ مہر کے حلق میں انگلی ڈال کر بیچ کا پتا چلا لیں

جب سب کچھ پتہ ہے آپ کو تو اب مجھ سے کیا چاہتی ہیں آپ وہ اسی طرح آنکھوں پہ ہاتھ رکھے بولی تھی فروانے اسکے قریب جاکر ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ آنکھوں سے ہٹایا اور اسکا بازو پکڑ کر کھڑا کیا تھا مجھے پاگل بنانا بند کرو مہر میں نہیں جانتی اس نے کیا بکو اس کی ہے یا

اسکے دماغ میں کیا چل رہا ہے لیکن میری ایک بات یاد رکھنا میں نہ تمہیں اس طرح ہارنے دوں گی اور نہ خود خاموش بیٹھوں گی ہالے اور سفیر کبھی ایک نہیں

ہو سکتے کم از کم میری اس زندگی میں تو نہیں وہ اسکے پاس بیٹھی غرارہی تھیں

تو کیا کروں میں ہاں؟ کیا کروں گلا دبا دوں اپنی بہن کا مار دوں اس کو وہ گویا پھٹ پڑی تھی یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے ساری زندگی مجھے سفیر کے خواب دکھائے آپ نے کہا سفیر کو زیادہ بولنے والی لڑکیاں نہیں پسند میں نے اپنی زبان سی لی آپ نے کہا سفیر کو انڈیپینڈنٹ اور مردوں کے ساتھ کام کرنے والی لڑکیاں نہیں پسند میں نے جاب چھوڑ دی حالانکہ سفیر کو تو ایسی ہی لڑکیاں پسند تھیں اور میں نے تو اپنی ساری زندگی اپنا جینا مرنا سفیر سے جوڑ لیا اسکے آنسو مسلسل بہ رہے تھے وہ چیخ چیخ کر بول رہی تھی آپ نے آپ نے میرے اس تصویر میں لکھا ہوا متن ہو بہو یہ ہے:

ساتھ بہت برا کیا ہے ممانی جان آپ نے کہا سفیر کو نہ ذہنی لڑکیاں نہیں پسند میں نے نمازی پر رضا مچھوڑ دیں اور جب کبھی پڑھتی ہوں تب یہ ہمیشہ یہ دیکھتی ہوں کہیں سفیر تو گھر پہ نہیں کہیں وہ آتو نہیں گئے میں نے تو خدا کو بھی چھوڑا ہے صرف سفیر کے لئے میری تو زندگی کی ساری ایکویشن ہی خراب

ہو گئی میں اس کو ازوں پہ آ کر کھڑی ہو
گئی ہوں میری لائف میرے گولز تو بس یہی تھے کہ میں سفیر سے شادی
کروں گی اور پھر مجھے ابا کی محبت مل
جائے گی اسکا لہجہ رندھا ہوا تھا میں نے صرف سفیر نہیں کھویا میں نے
یوسف سلطان بھی کھو دیا ہے
ساری زندگی کے لئے سب کچھ کھو دیا میں نے
میں ہر چیز کا مداوا کروں گی میری جان مجھے ایک موقع دو تم ہمت کیوں
ہار رہی ہو میں ہوں نا ناں فروا سلطان کے
ہوتے ہوئے تم کیوں پریشان ہو رہی ہو دنیا یہاں کی وہاں ہو جائے لیکن میں
تمہارے علاوہ کسی اور کی شادی
سفیر سے نہیں ہونے دوں گی وہ آگے چیرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں
بھرتی محبت سے کہہ رہی تھیں
ارے کس کس چیز کا مداوا کریں گی آپ اسکی مجبوری آنکھوں میں تحقیر
تھا میں نے اپنا خدا چھوڑا ہے سفیر کے
لئے میرا خدا مجھے واپس کر سکتی ہیں آپ کے تو اپنے تھا میں ہی کافیر
نہیں تھے کبھی آپ نے مجھے فتویٰ بنا دیا تو
کبھی ماڈرن اور میں سفیر کی محبت میں اتنی پاگل تھی کہ آپ کی ہر بات
پہ عمل کرتی چلی گئی وہ بول کر ہانپ
چکی تھی تب ہی پیڑے گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی
اس تصویر میں لکھا ہوا متن ہو بہو یہ ہے:

یہ سب ہالے کی وجہ سے ہوا ہے تم لو نا ڈمانو یہ سب اس کا کیا دھرا ہے
 اسی نے سفیر کو کوئی ایسی پٹی پڑھائی ہے
 کہ اسکول والے کے علاوہ کچھ دیکھتا ہی نہیں میں اگر اس سے نفرت کرتی
 تھی تو اسکی کوئی وجہ تھی لیکن تم تم اس
 ناگن کو سمجھ ہی نہیں سکیں اب تمہاری عقل ٹھکانے آگئی ہو گی
 مجھے میری بہن کے خلاف مت کریں یہ بے کار ہے آپ کا یہ حربہ مجھ پہ
 اثر نہیں کرے گا کوئی بھی بات یا کوئی
 بھی چیز مجھے میری بہن سے بد ظن نہیں کر سکتی ممانی جان آپ کے
 لئے بہتر ہو گا کہ یہاں سے چلی جائیں اور
 مجھے اکیلا چھوڑ دیں وہ اب سنبھل چکی تھی تب ہی متوازن لہجے میں
 بول رہی تھی
 ایک دن آئے گا میرب تم مجھ پہ یقین کرو گی میری باتیں مانو گی میرا کہا
 مانو گی ایک دن آئے گا وہ عجیب سے لہجے
 میں کہتی وہاں سے چلی گئی تھیں میرے نے کوئی دھیان نہیں دیا تھا
 اسکے پاس ابھی غم منانے کو اور بہت سی باتیں
 تھیں

وہ اس وقت ڈاکٹر عبید الرحمن کے گھر میں آتش دان کے پاس رکھے سنگل
 صوفے پہ بیٹھی تھیں عبید الرحمن
 ان کے سامنے اسی طرح کے ایک صوفے پہ بیٹھے تھے ایسے کر ا کے صوف

کا رخ آتش دان کی طرف تھا نفیسہ کو
انکا نیم رخ نظر آتا تھا وہ مسلسل نظریں جھکائے کچھ پڑھنے میں مصروف
تھے غالباً عمر کی رپورٹس تھیں ساتھ
ساتھ اپنے ایک ہاتھ میں پکڑے کافی کے مگ سے گھونٹ بھرتے جاتے
نفیسہ جب سے یہاں آئی تھیں عمر کی
طبیعت بہت بہتر تھی اس کو سات سمندر پار کی آب و ہوا راس آگئی تھی
شاید اس وقت بھی وہ اسکو عبید الرحمن

کے کمرے میں سلا کر آئی تھیں عمر کی بے ہوشی کے اگلے روز انہوں نے
کیس چھوڑ دیا تھا اور کچھ ہی دن بعد
امریکا گئی تھیں یہاں آ کر وہ سب سے پہلے ڈاکٹر عبید الرحمن سے ملی
تھیں دو دن پہلے عمر کے کچھ ضروری
ٹیسٹس ہو گئے تھے آج انکی رپورٹ آئی تھی باہر سخت برفباری تھی تب
ہی ڈاکٹر عبید نے ان کو اپنے گھر بلایا تھا
کہ ان کا گھر اس ہوٹل کے بالکل قریب تھا جہاں نفیسہ رہ رہی تھیں ڈاکٹر
عبید الرحمن سانولی رنگت متناسب
نقوش اور درمیانے قد کے تھے ان کا تعلق انڈیا سے تھا انکی اور محسن کی
دوستی ہاسٹل میں ہوئی تھی محسن کے
پاکستان آنے کے بعد بھی یہ دوستی اسی طرح برقرار تھی وہ دونوں کبھی
خط و کتابت کے ذریعے تو کبھی ٹیلی فون

کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں رہتے عمر کی بیماری کے بارے میں بھی محسن نے ان کو ٹیلی فون پر سب بتا دیا تھا اور عبید الرحمن نے انکو امریکا آنے کا مشورہ دیا تھا اس وقت نفیسہ پچھلے پندرہ منٹ سے ان کے کچھ بولنے کے انتظار میں تھیں اب ان کا خطبہ جواب دے گیا تھا کیا اس رپورٹ میں اسٹیم بنانے کا راز لکھا ہے جو آپ پچھلے پندرہ منٹ سے پڑھے ہی جا رہے ہیں وہ غصے میں نہیں تھیں وہ بس کوفت زدہ تھیں (وہ دونوں انگلش میں بات کر رہے تھے کہ عبید الرحمن کی اردو اور ہندی بہت کمزور تھی) ڈاکٹر عبید نے چند لمحے ٹشے کے پیچھے سے ان کو ناگواری سے دیکھا تھا جیسے انکا عقل ہونا پسند نہ آیا ہو اور دوبارہ نظریں جھکالی تھیں تھے نفیسہ کل کل کر رہ گئی تھیں اف یہ سر جنز کا ایٹیوڈ

پانچ منٹ مزید گزر گئے نفیسہ اب اکتا کر یہاں سے وہاں ٹہلنے لگی تھیں انہوں نے زورہ نظر اٹھا کر ڈاکٹر عبید کو دیکھا تو ان کے ہاتھ میں کوئی رپورٹ نہ تھی وہ پر تھوڑا حیران ہو گئیں اب وہ اسکے سر پہ آ کر کھڑی ہو گئیں تب انہوں نے ان کے ہاتھ میں ایک پتلی جتنی لمبی اور چار انگلیوں جتنی چوڑی

کتاب دیکھ کر تو جیسے ان کا دماغ ہی
گھوم گیا
آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں آپ کو یہ سب ڈرامہ لگ رہا ہے میرا اپنا
کینسر کا مریض ہے اس وقت اسکی
رپورٹس سے زیادہ ضروری آپ کو یہ فضول سی کتاب لگتی ہے میں اپنا ملک
چھوڑ کر اپنا کیس چھوڑ کر یہاں جھک
مارنے آئی ہوں یہ لگتا ہے آپ کو؟ ابھی کے ابھی میں اپنے بیٹے کو لے کر
جا رہی ہوں آپ سے سو گیا بہتر ڈاکٹرز
مل جائیں گے مجھے وہ غصے سے سرخ چہرے لے گیا و دھاڑتی تھیں
ڈاکٹر عبید نے کتاب کو بند کر دیا تھا اب وہ پوری طرح انکی طرف متوجہ
تھے
پڑھنے نہ دیجئے گا آپ مجھے پچھلے پندرہ منٹ سے ایک لفظ نہیں سمجھ
سکا میں بولیں کیوں چپ رہی ہیں وہ تیوری
چڑھائے پوچھ رہے تھے نفیسہ کو اس وقت ان پہ کی پاگل کا سا گمان ہوا
میرے بیٹے کی رپورٹس میں کیا آیا ہے؟ اسکی سرجری کب کرنی ہے وہ کب
تک ٹھیک ہو گا اگر آپ مجھے یہ سب
بتا دیں تو میرا اس ہاتھ سے کھڑکی کے باہر اشارہ کیا تھا فباری میں ڈویل ہو
کر یہاں تک پہنچنا میری ساری محنت
وصول ہو جائے گی وہ ایک ایک لفظ پہ زور دیتی چبا چبا کر کہہ رہی تھی

آپ کے بیٹے کو پہلی نظر دیکھ کر ہی بتا تو دیا تھا اسی دن سب کچھ نہیں ہے آپ کے بیٹے کو کینسر کوئی مرض نہیں ہے وہ اور کیا بتاتا آپ کو؟ جب اس دن یقین نہیں کیا آپ نے تو بار بار کیا وہ ہر ایک اپنی بات آپ کو سمجھانے کے موڈ میں نہیں ایک بات کہتی ہی نہیں تو میں کیا کروں آپ کو اس بات کا ایک ثبوت چاہیے ہو گا اب آپ کے بیٹے کا دماغ تو بولنے سے رہا کہ اس کو کوئی کینسر نہیں ہے اور یہ رپورٹس ایک اگلی اور اگلے سے رپورٹس کو دھوئیں اڑا یا تھا اگر ان رپورٹس میں لکھی اصطلاحات آپ کی سمجھ میں آتی ہیں تو پڑھ لیجیے وہ پر سکون سے کہہ رہے تھے

آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ وہ بے وقت بول پڑی تھیں آپ نہیں مانیں گی؟ چلیں وہ جو سامنے والا کمرہ ہے وہاں سے قرآن پاک لادیں اس پہ ہاتھ رکھ کے گواہی دینے کو تیار ہوں میں تب تو مان جائیں گی آپ؟ اگر یہ سچ ہے تو پھر کیوں وہ حالت وہ سب کیا تھا؟ اچانک ہوش میں آنا سر درد اسکے ناک سے خون آنا اسکی اچانک وہ سب کیا تھا اور اگر یہ سچ ہے تو آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا؟ ڈاکٹر عبید نے افسوس سے ان کو دیکھا تھا نفیسہ آپ پلیز بیٹھ جائیں میں آپ کو سب بتاتا ہوں اب کے ان کے لہجے

میں ہمدردی تھی
وہ نڈھال سی بیٹھ گئی تھیں

عمر کو ہونے والا سردرد "میگرین" ہے کینسر نہیں میں دن میں روز اس مرض کے شکار لوگ دیکھتا ہوں اسی لئے
عمر کو دیکھ کر میں نے آپ کو بتا دیا تھا اس کو کوئی بھی بیماری ہو سکتی ہے سوائے کینسر کے لیکن آپ نہیں مانیں
خیر کوئی بھی نہ مانتا پھر میں نے اس کے تمام ٹیسٹس کیئے اور ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا
بیٹا اس موذی مرض سے محفوظ ہے اب آتے ہیں ان علامات پہ جن سے آپ کو لگا کہ عمر کو کینسر ہے
آپ کے بیٹے کو ایک خاص قسم کا "ڈرگ" دیا جا رہا ہے جس سے اس کے سر میں درد اٹھتا ہے اور ناک سے
خون بہتا ہے اس ڈرگ کی مقدار ذرا سی بڑھا دو تو بے ہوشی بھی طاری ہو جاتی ہے رہی بات آپ کو یہاں بلانے کی تو
میں نے یہ کتاب لایا تھا اس میں اتنی مشکل اردو ہے وہ ذرا بچے الفاظ کے معنی جاننے تھے لیکن آپ تو پہلے ہی انگاروں
پہ لوٹ رہی ہیں خیر مزید کچھ جاننا ہے؟
نفیسہ جو دم سادھے انکو سنے جا رہی تھیں انکو لگا تھا جیسے ان کے کانوں میں دھماکے ہو رہے ہوں انکو یہ دم کر کے

میں آکسیجن کی کمی محسوس ہو رہی تھی
 کچھ۔۔۔۔۔ کچھ نہیں میں نہیں جاننا مجھے اب کچھ بھی نہیں جاننا سب
 ختم ہو گیا ہے سب میں کیسے تصویر کا دوسرا رخ
 نہیں دیکھ پائی میں نے کیسے عمر کو اپنی مجبوری بنے دیا میں کیسے بے
 وقوف بن گئی میں تو شہر کی سب سے جینٹس
 وکیل ہوں

آپ وکیل "تھیں" وہ ان کو دیکھتے ہوئے "تھیں" پہ زور دیتے ہوئے بولے تھے
 نفیسہ نے قابلی پڑتی آنکھوں سے انکو دیکھا تھا انکی آنکھوں میں ہزار سوال
 تھے

کل آپ کے ملک میں آپ کے شہر میں آپ کا وکالت کا لائسنس منسوخ کر
 دیا گیا تھا وہ لڑکی جس کا کیس آپ لڑ
 رہی تھیں اس لڑکی نے اہم مریم نے خود کشی کر لی ہے ایک ہفتہ پہلے اور
 اس نے اپنے آخری بیان میں یہ کہا ہے
 کہ آپ نے "زبردستی اس لڑکی کو اس کیس میں شامل کیا وہ کم نہیں تھی اس
 نے چند پیسوں کے عوض اس
 کیس میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ آپ نے اس کو دھمکی دی تھی
 اور آپ نے اس کو یوز کیا کیونکہ آپ کو
 اپنے شہر کی سب سے بڑی وکیل بننا تھا اور آپ کئی طرح کے معاشی
 مسائل سے گزر رہی تھیں تب ہی آپ نے

شہر کے چند امراء اور عزت دار گھرانوں کے معزز مردوں کو اس کیس میں گھسیٹا تاکہ آپ کے مسائل ختم ہو سکیں" یہ ساری بات مجھے کل محسن نے ٹیلی فون پہ بتائی تھی نفیسہ کو اس برفباری میں بھی پسینہ آ گیا تھا انکا پورا جسم کانپ رہا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھیں اور بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی تھیں عبید الرحمن بھی ان کے پیچھے آئے تھے لاؤنج میں آ کر زار و قطار کو ٹھہریں کو تھیں لیکن ایک بار پھر ان کو اپنا نام گھٹتا محسوس ہوا وہ تیزی سے قدم اٹھاتی یرونی دروازہ پار کر گئی تھیں گھر کے باہر برف ایسے گر رہی تھی جیسے آسمان سفید آنسو رو رہا ہو وہ سڑک پہ گری برف پہ بیٹھ گئی تھیں انکا نیلا اوور کوٹ زرد کی دیر میں برف سے سفید ہو گیا تھا وہیں سر جھکائے بیٹھی لمبی سانسیں لینے لگی تھیں ڈاکٹر عبید تناسف سے ان کو دیکھ رہے تھے

مس حیات اندر چلیں پلیز یہاں بہت سردی ہے آپ بیمار ہو جائیں گی آپ میری مہمان ہیں مجھے یہ گوارہ نہیں ہے کہ آپ اس طرح سڑک پہ بیٹھی رہیں ہمت کریں آپ مضبوط ہیں یا پھر تھوڑا رو لیں رونا اچھا ہوتا ہے وہ گھٹنوں کے بل ان کے پاس بیٹھے گھر مندی سے کہہ رہے تھے ڈاکٹر میرا پیشہ میرا عشق ہے میں نے اس کے لئے اتنی محنت کی تھی میرے

ماں باپ نے اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر
 میری فیسیں ادا کی تھیں میں سخت سردی اور چلچلاتی دھوپ میں پیدل
 یونیورسٹی تک گئی ہوں کیونکہ میرے
 پاس کرائے کے پیسے نہیں ہوتے تھے میں نے اپنی منگنی اس لئے توڑ دی
 کیونکہ میرے منگیترا کو میرا وکیل بننا
 پسند نہیں تھا میں اس سے محبت کرتی تھی لیکن میں نے پر وہ نہیں کی
 میں نے اپنی زندگی کا ایک ہی مقصد بنایا تھا
 وکیل بننا اور میں بن بھی گئی مجھے لگا میری محنت وصول بھی ہو گئی
 لیکن اصل آزمائش تو تب شروع ہوئی تھی
 کوئی بھی شخص مجھے کیس دینے سے ڈرتا تھا کیونکہ میں عورت ہوں وہ
 طنزیہ سانس لی تھیں کوئی بھی رسک نہیں لینا
 چاہتا تھا ان کو لگتا تھا میں بے وقوف ہوں کم عقل ہوں میں مردوں کے
 مقابلے میں لو نہیں سکتی میں نے چہرے
 محنت کی میں نے کئی سال چھوٹے موٹے کیس لڑے میں نے اپنا مقام بنایا
 میں نے خود کو ایک برانڈ بنایا جب میں
 کورٹ میں کھڑے ہو کر دلائل دیتی تھی تو جج قابل ہوتے تھے جب میں
 ثبوت لاتی تھی تو مجرم پھانسی چڑھتے
 تھے جب میں شیروں کی طرح غراتی تھی تو کورٹ میں کھڑا ہر شخص بس
 مجھے سنتا تھا یہ حیات کو بیئر سٹر نفیسہ
 حیات کو سنتا تھا انہوں نے گیلی سانس ناک سے اندر کھینچی تھی وہ رو

نہیں رہی تھیں لیکن انکی آنکھیں نم تھیں
عبید الرحمن اب بھی اسی پوزیشن میں بیٹھے ان کو سنے جا رہے تھے

ایسے کیسے کوئی بھی فیصلہ کر سکتا ہے کہ میں دوبارہ ان لوگوں کے سامنے
بول نہیں پاؤں گی؟ کوئی کیسے فیصلہ کر
سکتا ہے میں وہ سیاہ کورٹ دوبارہ نہیں پہن سکتی؟ کوئی کیسے میرے اتنے
سالوں کی محنت پہ پانی پھیر سکتا ہے؟ وہ
کورٹ روم کی گنگا ہاروں کی باتیں منقش دیواریں وہ راز چھپانے بیٹھی کورٹ
کی کرسیاں وہ سب مجھ سے چھوٹ
جائیں گی؟ سردی کی وجہ سے ان کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے لیکن انکو
پرواہ نہیں تھی

آپ واپس جائیں جا کر اپنے لئے لڑیں اپنا حق لیں یہاں بیٹھ کر ہمت ہارنے
سے کیا ہو گا؟ آپ کے بیٹے کو یوز کیا
ہے ان لوگوں نے ان کے گریبان پکڑیں
میں کس منہ سے واپس جاؤں گی میں کیا جواب دوں گی لوگوں کو کہ نفیسہ
بیگم نے بیٹے کی محبت میں انصاف کی
جنگ چھوڑ دی؟ نفیسہ ہار گئی؟ اس نے اپنے بیٹے کے لئے اس مقصد کو
پیچھے کی پامال نفیسہ لوگوں سے ڈر گئی وہ جو
بس خدا سے ڈرتی تھی وہ لوگوں سے ڈر گئی اسکا ایمان کمزور ہو گیا میرے
ملک کی مٹی مجھے گالیاں دے گی میں

کیسے واپس جاؤں؟

ڈاکٹر عبید الرحمن نے کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ سامنے سے آتے
 عمر کو دیکھ کر لب بھینچ لئے اب نہ جانے اس
 بچے کا کیا ہو گا؟ اس لے پالک، بچے کی وجہ سے نفیسہ نے اپنا سب کچھ
 برباد دیا تو وہ اس بچے سے نفرت کریں گی
 ظاہر ہے ابھی اپنی سوچیں تھیں
 نفیسہ نے بھی اس کو آتے ہوئے دیکھا تھا

اماں آپ یہاں کیا کر رہی ہیں یہاں بہت سردی ہے اندر چلیں نہ پلیز اسکی
 آنکھوں میں اب بھی نیند بھری تھی
 وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ نفیسہ کے چہرے پہ پھیرتے ہوئے پریشان سا
 پوچھ رہا تھا
 وہ چند لمحے اسکو دیکھتی رہیں انکی آنکھیں بھرنے لگی تھیں اور پھر
 یکدم انہوں نے کھینچ کر عمر کو گلے سے لگا لیا تھا
 میرا بیٹا میرا عمر تمہاری اماں تمہارے لئے ساری دنیا چھوڑ سکتی ہے وہ
 تمہارے لئے ایک ایک سے لڑ سکتی ہے وہ
 تمہارے لئے جان دے بھی سکتی ہے اور لے بھی سکتی ہے یاد رکھنا وہ اس
 کا منہ چوم رہی تھیں تو کبھی ہاتھ عمر
 ٹھیک تھا یہ خیال ہی زیادہ روشن کر گیا تھا
 ڈاکٹر عبید الرحمن حیرت سے ان کو دیکھ رہے تھے کیا یہ عورت پاگل ہے؟

اماں اسی کو مارنا گناہ ہوتا ہے آپ کو نہیں پتا؟
نفیسہ ابھی بات پہ مسکرا دی تھیں
ہاں ہوتا ہے لیکن جب کوئی آپ کی گردن دوبارہ آپ کو مارنا چاہے یا پھر آپ
کے سینے سے آپ کا دل نکالنے کی
کوشش کرے یا آپ کی سب سے محبوب رشتے کو اذیت دے تو اس کو مارنا
جائز ہو جاتا ہے
عمر کی آنکھوں میں حیرت اتر آئی تھی ساتھ اسکا جسم کانپ رہا تھا اس
کو سردی لگ رہی تھی
مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آیا یاں یہاں؟ کیسے چلیں؟
نفیسہ بغیر جواب دیئے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں انہوں نے اپنا نیلا اوور کوٹ
اتارا تھا اور عمر کے کندھوں پہ اوڑھا
دیا پھر جھک کر اسکو اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا تھا
اماں آئی ایم ناٹ آ کڈ بائے نیچے اتاریں مجھے وہ خفگی سے منہ پہلا کر
بولا تھا نفیسہ سنی ان سنی کرتی گھر کی جانب بڑھنے
لگی تھیں ابھی وہ گیٹ کے اندر جاتی کہ عبید الرحمن نے انکو پکارا تھا
کیا آپ پاگل ہیں؟
"میں ایک ماں ہوں" انہوں نے مڑے بغیر جواب دیا تھا